قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کیلئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔ چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت مینجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۲ | مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۴ء مطابق ۳۰ شوال ۱۳۳۲ھ | نمبر ۴۲

مدینۃ المسیح

حضرت صاحبزادہ کی طبیعت بحمد اللہ اچھی ہے۔ ہفتہ کے روز سے حضور نے خود درس قرآن دینا شروع کیا ہے۔ اور سب اہل بیت نبوی میں خیریت ہے ۔

تازہ خبریں

جرمن جہاز کے نقصانات (کلکتہ ۱۸ ستمبر) امپیریل انڈین ریلیف فنڈ کی شاخ بنگال نے (۲۵ ہزار روپیہ) کا ایک عطیہ ان جہازوں کے افسروں اور ملاحوں کے لئے دینا منظور کیا ہے جن کو جرمن جہاز ایمڈن نے ڈبو لیا ہے۔

احباب متعلق ہو گیا ہے ۔ **طاعون**۔ ہفتہ مختتمہ ۱۲ ستمبر میں ۱۲۷۰ کیس اور ۸۶۱ اموات طاعون تمام ہندوستان میں سرزد ہوئیں۔ پنجاب میں ۵۹۔ **ریلوے پیمائش**۔ ہندوستان اور برہما کے ریلوں کے سلسلوں کو ملحق کرنے کے لئے پیمائش ابتدائے نومبر میں شروع ہو گی ۔ **آسٹریا والوں کو کامل شکست**۔ (لنڈن ۱۷ ستمبر) آسٹریا کی فوجیں جو گلیشیا کو خالی کر کے آئی ہیں نہایت بگڑی کی حالت میں ہیں۔ جرمن فوجیں جو انکی مدد کو آتی تھیں وہ بھی پسپا ہو رہی ہیں۔ **بحری معاملات**۔ (۱۷ ستمبر) انگریزی غوطہ خور کشتی کی کارگذاری جس نے تارپیڈو چلا کر جرمن کروزر ہیلا کو غرق کیا تھا۔ اتوار کو صبح کے ساڑھے چھ بجے سطح بحر پر ابھری۔ تو دشمن کے جہاز کو تارپیڈو کی زد کے اندر پایا۔ وہ جھٹ پھر غوطہ لگا گئی۔ اور پندرہ سیکنڈ کے وقفہ سے دو تارپیڈو چلائے۔ پھر ایک گھنٹہ بعد اوپر ابھری تو ہیلا کو نیم غرقابی کی حالت میں پایا۔ کشتی جھٹ غوطہ لگا گئی۔ اور اب کی اوپر آئی تو ہیلا کو ناپید پایا ۔

جرمنی روسی بیڑوں میں جنگ نہیں ہوئی ۱۸ ستمبر بحیرہ بالٹک پر روسی و جرمن بیڑوں کی لڑائی ہونے کی خبر بالکل غلط ہے واقعہ یوں ہے کہ بہت سے جرمن جہازوں اور کروزروں کا ایک بیڑا تجارتی جہازوں کی تلاش میں پھر رہا تھا اس نے اپنے ہی جہازوں کو دشمن کے جہاز سمجھ کے حملہ کر دیا اور اس طرح جرمن کے کئی کروزر اور ڈسٹرائر اپنوں ہی کے ہاتھوں نقصان اٹھا کر مرمت کے لئے کیل میں پہنچائے گئے اور بیشمار آدمی بھی زخمی ہوئے ۔

انگریزی پرانا جہاز ڈوب گیا۔ ۱۸ ستمبر۔ بحری اسکول کا کام دینے والا جہاز فسگارڈ دوم جبکہ دوسرا جہاز اسے ساتھ باندھ کر لا رہا تھا۔ آبنائے انگلش میں جھکڑ سے ڈوب گیا۔ ۱۲ آدمی بھی غرق ہوئے باقی بوٹ لینڈ میں پہنچا دیئے گئے اسپر ۶۴ آدمی کا

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے لئے شائع ہوا)

فرانس کا موسم - موسلا دھار بارش متحدہ افواج کی پیشقدمی میں حایج ہے۔ سڑکیں گھوڑوں اور بار برداری کے لئے موجب تکلیف ثابت ہو رہی ہیں۔

مشاہرہ کا مسئلہ - لنڈن ۱۶ ستمبر۔ ہوس آف لارڈز میں اس امر پر ہوس کو توجہ دلائی گئی۔ کہ ہندوستانی ہم کے افسروں کا مشاہرہ انگلش افسروں کی شرح تنخواہ کے مطابق رکھا گیا ہے۔

مارکوئس کریونے اس مسئلہ پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔

جرمن اپنے قیدی چھوڑ گئے - جنگ مارن کے بعد جب جرمنوں کا تعاقب کیا گیا۔ تو وہ اپنے بہت سے قیدی چھوڑ گئے۔

جرمن عورتیں - گارڈ کی نظر بچا کر قیدیوں کو تمباکو۔ میوہ جات اور چاکولیٹ دیتی ہیں۔

بلجیوں نے ریلوے پل توڑ دیا - دریائے اوسٹ کا ریلوے پل بلجین لشکر نے اڑا دیا۔ جس سے برسلز اور انٹورپ کے مابین آمدورفت کا راستہ منقطع ہو گیا ہے۔

جاپان کیاؤچو میں - لنڈن ۱۶ ستمبر۔ ٹوکیو میں سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے۔ کہ سکاوٹس نے پنجشنبہ کو کیاؤچو ریلوے سٹیشن پر قبضہ کر لیا ہے۔

پانچ ہزار جرمن گرفتار - جرمنوں نے گلیشیا میں آسٹریا والوں کو جمع کرنے کی بیفائدہ کوشش کی۔ وہاں پانچ ہزار جرمن گرفتار ہو گئے۔

آسٹریا والوں کا سخت نقصان - لمبرگ کے لے لینے کے بعد غیر مفصل تخمینوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آسٹریا والوں کے اڑھائی لاکھ مقتول و مجروح ایک لاکھ قیدی اور ۴۰۰ توپیں ضائع ہوئیں۔

ایک ہوائی جہاز نذر - مسٹر جے ڈیبو بھنڈی صاحب (ڈیبو نیلینی) مدراس نے صاحب گورنر مدراس کی معرفت سیکرٹری جنگ کو یہ پیشکش کی تھی۔ کہ ہیرا فارمن بائی پلین ستر گھوڑوں کی طاقت کے رینالٹ انجن والا جو بالکل ٹھیک حالت میں ہو زائد پرزوں کے جنگ کے لئے لیا جائے۔ سیکرٹری جنگ نے بڑے شکریہ سے اسکو منظور کیا۔ اور لارڈ کچنر نے اپنا خاص شکریہ مسٹر ... کے پاس بھیجا ہے۔

جرمن مظالم

۱۷ ستمبر۔ ایک شکاری نے بمقام سنلس دو جرمنوں کو شہر میں داخل ہوتے وقت قتل کر دیا۔ اس پر جرمن کمانڈر نے شہر کے حاکم اور پانچ دیگر معززین کو بلوا کر پہلے ان مقتولین کی قبروں پر سجدہ کرایا۔ پھر گولی سے مروا دیا۔ ازاں بعد بہت سا سامان جبراً لینے کے بعد ۲۴ اور آدمی جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے۔ قتل کر دئے اور شہر کو لوٹ کر کئی موقعوں سے جلوا دیا۔ قصبہ کریل کو بھی لوٹ لیا اور جلا دیا گیا۔ ریمیز پر ۴ ستمبر کو جرمنوں کا قبضہ ہوا۔ اور ۱۳ کو وہ ان کے قبضہ سے نکل گیا۔ اس اثناء میں جرمنوں نے ۱۰ معززین کو بطور یرغمال گرفتار کر کے شہر میں عام اشتہار دیدیا۔ کہ اگر ذرا سی بھی بدامنی ہوئی۔ تو ان لوگوں کو پھانسی دیدیا جائے گا۔ اور سارے شہر کو جلا کر کل باشندوں کو ہلاک کر دیا جائیگا۔

جرمن امینز خالی کر گئے

فرنچ شہر امینز سے خبر آئی ہے۔ کہ شمال مغربی فرانس کے شہر روئیں سے جو امینز سے ساٹھ میل بجانب غرب بندرگاہ روئے سے ۷۰ میل بجانب جنوب دریائے سین پر واقع ہے۔ ایک فوج امینز کے راستہ آگے بڑھ کر جرمن فوج کے پہلو پر آ گئی تھی۔ اور اس وجہ سے جنرل کلوک کو امینز خالی کر کے کومپین سے مشرق کی طرف ہو جانا پڑا تھا۔

کس بہادری سے انگریزی سفرمینا نے پل اڑایا

متحدہ افواج کے پیچھے ہٹنے کے وقت جرمنوں کو دیر لگانے کے لئے دریائے ایسن پر کا پل توڑنا ضروری تھا۔ انجنیروں کی ایک جماعت نے سخت آتش باری کے درمیان پل کو اڑا دینے کے لئے ڈائنامیٹ لگایا۔ آتش باری اتنی سخت تھی۔ کہ وہ سب مارے گئے اور کوئی بتی نہ لگا سکا۔ ایک ایک کر کے گیارہ آدمیوں نے پل پر پہنچ کر بتی لگا دینے کی کوشش کی۔ مگر جرمن کے نشانہ بازوں نے سب کو مار ڈالا بارہواں آدمی منزل مقصود کو پہنچ گیا اور پل کو اڑا دیا۔ مگر اسوقت ایک جرمن نشانہ باز کی گولی سے وہ خود بھی وہیں ڈھیر ہو گیا۔

موجودہ حالت کیا ہے؟

جرمنوں کی حالت دریائے ایسن کے شمال میں بلحاظ جغرافیہ و بلحاظ جنگی ٹیکنیکل حالت کے اچھی ہے۔ ۔ ریل کی سڑکوں کے ایک ضروری جنکشن پر واقعہ ہے کہ جہاں سے فوج کو ذخائر بہم پہنچانے اور اسے واپس کرنے کی سہولت موجود ہے۔ جنرل جوفری بھی ایک عمدہ مرکزی مقام میں سواسوں میں مقیم ہے۔ اس کے پاس تازہ فوجوں کی کمک پہنچ چکی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جرمنوں کا دایاں پہلو ارگونیس میں ولی عہد کی فوج کی واپسی کو پناہ دیکر اس کی مدد کرنا چاہتا ہے۔

بلجیم والوں کی شکائیت امریکہ سے

بلجیم کا ایک کمیشن جرمن کے ظلم و ستم کی شکایت لیکر امریکہ کو گیا ہے۔ پریزیڈنٹ نے اہل امریکہ کی طرف سے بلجیم والوں کے لئے دوستی اور تعریف کا اور ان کے بادشاہ کے لئے عزت کا اظہار کیا۔ اور وعدہ کیا۔ کہ یہ تجویز ہماری کامل توجہ حاصل کریگی۔ اور کہا۔ کہ میں خدا سے دعا مانگتا ہوں۔ کہ لڑائی کا جلدی فیصلہ ہو۔ کب جلد وہ دن آئیگا۔ جب کہ یورپ کی قومیں جمع ہوں گی۔ اور فیصلہ کا انتظام کریں گی۔ جہاں ظلم ہوئے ہیں۔ ان کے نتائج اور نسبتی ذمہ داری کی قیمت دلائی جائے گی۔ اور جو کچھ کہ یہ عدالت معلوم نہیں کرے گی۔ وہ بنی نوع انسان کی رائے جو ایسے معاملہ میں آخری حکم ہوتی ہے۔ بہم پہنچا دیگی۔ پریزیڈنٹ ولسن نے قیصر ولیم کی شکایات کا بھی جو اس سے دمدم کی گولیوں کی استعمال کے متعلق کی تھی۔ جواب دیا۔ اور غور کا وعدہ کیا۔ اس نے فرانس کے پریزیڈنٹ پوئنکاری کو بھی اسی طریق پر جواب دیا۔

مرا نہیں مگر قیدی ہے - لنڈن ۱۷ ستمبر۔ میجر سی رائے اہل بیٹ جکی نسبت جنگ میں مارے جانے کی خبر تھی۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ زندہ ہے۔ مگر قیدی ہے۔

جنرل کلک نے امینس خالی کر دیا - لنڈن ۱۷ ستمبر۔ جنگ جاری ہے۔ ہم بدھ کی شام کو چینچ جنگ کہیں بھی نہیں ہا رے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۲ ستمبر ۱۹۱۴ء

صوبجات متحدہ میں مسلمانوں کے تعلیمی فوائد کی نگہداشت۔

صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ نے ایک کمیٹی سربرآوردہ مسلمانوں کی اگست ۱۹۱۳ء میں قائم کی تھی جس نے مسلمانوں کی ہر قسم کی تعلیم کے متعلق اپنی رائے جون ۱۹۱۴ء میں پیش کر دی اور اب اس کا نتیجہ ۲۵ اگست کے ریزولیوشن میں ظاہر ہوا ہے۔ اور صاحبزادہ آفتاب احمد صاحب نے اسے مسلم کانفرنس کی ستائیس سالہ مسلسل مساعی کا نتیجہ ظاہر کیا ہے ؛

اوّل - جو مدارس خاص مسلمانوں کے لئے قائم کئے جاتے ہیں انہیں مسلمان مدرس مقرر کئے جاویں۔

(ب) مسلمانوں کی تعلیم کی نگرانی کے لئے اسپیشل انسپکٹر ہوں۔

(ج) جو کہ مسلمان مدرسین کی جو کمی ہو اُسے رفع کیا جاوے ؛

دوم - مکاتب کے اجراء سے مسلمانوں کی مخصوص تعلیمی ضروریات کو مہیا کرنے کا انتظام کیا ہے ؛

سوم - علاوہ بورڈ اسکولوں کے مسلمانوں کو اختیار دیا گیا ہے کہ جس جس جگہ بیس مسلمان طالب علم ہوں وہاں ایک مدرسہ خاص مسلمانوں کے لئے قائم کیا جاوے۔ ماسوا اس کے عام اسکولوں میں مسلمانوں کے لئے داخلہ میں جو رکاوٹیں در پیش تھیں۔ انھیں بھی گورنمنٹ نے رفع کر دینے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

چہارم - گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ مسلمانوں کو ان کے تناسب کے اعتبار سے وظیفہ دیا جاوے

علاوہ ازیں صوبجات متحدہ کی عام حالت کے لحاظ سے ہز آنر نے تجویز فرمایا ہے کہ پرائمری ریڈروں میں عام فہم ہندوستانی زبان بخط فارسی یا ناگری استعمال کیجائے۔ اور جب اس عام زبان میں تعلیم کا مواد مل جاوے تو اس وقت طلباء اپنے بزرگوں کی خواہش کے مطابق سیکھیں یعنی درجہ اول و دوم میں عام زبان کی تعلیم ہو اور درجہ سوم و چہارم میں ایک ضمنی ریڈر خاص اُردو یا ہندی کی بڑھا دی جاوے ؛

مذہبی تعلیم کے متعلق گورنمنٹ نے کسی خاص تعلیم کی ذمہ داری لینے سے انکار کیا ہے مگر یہ مان لیا ہے اور اجازت دے دی ہے کہ جہاں ہو سکے۔ اسکول کی عمارت کا ایک حصہ مذہبی تعلیم کے لئے خاص کر دیا جاوے اسکو لئے چند شرائط ہیں

(ل) مدرس کے تقرر و تنخواہ کی ذمہ وار سکول کمیٹی یا باجازت کمیٹی مذکور لڑکوں کے بزرگوں کی کمیٹی ہو ؛

(ب) سکول کے مقررہ مدرسین اسمیں حصہ نہ لیں ؛

(ج) اس تعلیم کے لئے کسی طالب علم پر حاضری لازم نہ ہو

(د) یہ تعلیم مدرسہ کے اوقات مقررہ سے خارج ہو۔

(ک) اس تعلیم سے بقیہ طلباء کو تکلیف نہ پہنچے۔

اور گورنمنٹ نے یہ بھی ہدایت کی کہ مسلمانوں سے وہ باتیں روا نہ رکھی جائیں۔ جو علی گڈھ کمیٹی نے شکایتاً بیان کی ہیں۔ اور وہ اس قسم کی ہیں کہ مثلاً مسلمان طالب علموں کو ناگری حروف میں تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کرنا یا ان سے ہندو طلباء کی طرح بجائے سلام کے جی رام جی کہلوانا یا ان سے تختیوں پر بجائے بسم اللہ کے اوم لکھوانا۔ یا ان سے جماعت میں گوشت خوری کے سبب حقارت آمیز سلوک کرنا اور انہیں پچھلی صفوں میں بٹھانا جو ڈپٹی انسپکٹر اس قسم کے برتاؤ کو جائز رکھیگا وہ اپنے عہدے کے ناقابل سمجھا جائیگا ؛

گورنمنٹ نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ جس قصبہ یا گاؤں میں مسلمان والدین میں طلباء کی حاضری کی ذمہ داری اُٹھا لیں۔ وہاں بالحاظ اس کے کہ پہلے کوئی پرائمری سکول ہے ڈسٹرکٹ بورڈ ایک اسلامیہ سکول جاری کریگا ایک لائق مسلمان مدرس ہو گا۔ یہ سکول عارضی حیثیت سے جاری ہو گا۔ اور اس کا قیام اس بستی کے لوگوں کی کوششوں پر منحصر ہو گا۔ اور کوشش یہ ہونی چاہیے کہ جسقدر جلد ممکن ہو اسے ایک پرائمری سکول کے درجہ پر قائم کیا جاوے۔ اسکے تمام مدرسین مسلمان ہوں نصاب معمولی اور تعلیم کلیۃً اُردو میں۔ مگر مذہبی تعلیم کے لئے اوقات مقررہ سے خارج میں وقت ہو گا اور اگر مسلمان اپنی مخصوص قومی تعلیم زیادہ دینی چاہیں تو وہ ایک مکتب جاری کریں۔ اور اسکو معمولی قواعد کے مواقف گرانٹ ان ایڈ کا مستحق بنالیں۔

تعطیلوں کے متعلق بھی گورنمنٹ کے حضور ایک درخواست کیگئی تھی جسمیں استدعا تھی کہ عید الفطر و عید الضحیٰ کی تعطیل بجائے دو روز کے تین روز ہو وغیرہ وغیرہ۔ گورنمنٹ نے تعطیلوں کے معاملہ پر توجہ کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کیا ہے۔ اسکی فطرتاً ذیں ممکن ہے کہ ہندوؤں کی تعطیلیں کم ہو جاویں۔ اور مسلمانوں کی تعطیلیں بڑھ جائیں ؛

پھر گورنمنٹ نے ایک پراونشل محتسب کمیٹی کے قیام کو پسند کیا ہے جسمیں گیارہ سے زیادہ ممبر نہ ہونگے۔ علاوہ علیحدہ علماء سنی۔ شیعہ دونوں کے قائم مقام ہونگے۔ اور اس کمیٹی کا صدر محکمہ ان انسپکٹر مدارس ہو گا۔ جو ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم نامزد کرینگے۔ سررشتہ تعلیم اس کی رائے نصاب تعلیم یا طریقہ تعلیم کے متعلق حاصل کریگا ؛

زنانہ مدارس کے متعلق یہ منظور ہوا ہے کہ ہر شہر میں ایک نمونہ کا سکول گورنمنٹ کی طرف سے ہو اور دوسرے اہل لوگ خود قائم کریں۔ اور گورنمنٹ کے سکول میں طلباء کی تعداد کافی ہو تو اسے دو حصص میں تقسیم کیا جاوے۔ ایک مسلمانوں کے لئے دوسرا ہندوؤں کے لئے۔ اور زنانہ تعلیم کی ترغیب کے لئے زیادہ فیاضانہ گرانٹ دی جائے گی۔ چنانچہ پرائیویٹ گرلز سکولوں کو پندرہ روپیہ ماہوار تک مدد دیجائیگی ایک زنانہ انسپکٹرس مسلمانوں کی ابتدائی اور دیگر اقسام کی تعلیم کی ترغیب۔ امداد اور مشورہ کے لئے مقرر کیا جاوے تمام صوبہ میں اسلامیہ سکول قائم کرنے میں وہ مسلمانوں کو امداد دیگی۔ اور ہر ایک انسپکٹر کے ڈویژن میں ایک مسلمان ٹرینڈ ڈپٹی انسپکٹر مقرر کیا جائیگا ؛

اس قسم کی مراعات مسلمانوں کے لئے نہایت درجہ کی شکر گذاری کے قابل ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ پنجاب اس صوبہ کے حالات کے مطابق مسلمانوں کی طرف مزید توجہ کرنے والی ہے ؛

اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللّٰہِ

الاسلام

ضرورت اسلام

انسان اور حیوان میں اتنا فرق ہے ۔ کہ انسان ایک متمدن حیوان ہے طبعی ضرورتوں میں بہت حد تک حیوان اور انسان باہم ایک دوسرے کے مشابہ ہیں ۔ حیوانات کی بھی آنکھیں دیکھتی ہیں ۔ جیسا کہ انسان کی آنکھیں دیکھتی ہیں ۔ ایسے ہی ان کے کان سنتے ہیں ۔ اور کسی حد تک ان میں سمجھ بھی ہوتی ہے ۔ کیونکہ بہت سے حیوان سکھانے اور سدھانے سے سیکھ جاتے ہیں ۔ ہاں حیوان اور انسان کے دیکھنے سننے اور سمجھنے میں زمین آسمان کا فرق ہے ۔ حیوان اپنے حواس سے وہ نتائج اخذ کرنے سے قاصر اور عاجز ہے ۔ جو کہ ایک عقلمند انسان اخذ کر سکتا ہے ۔ اسی لئے قرآن شریف نے ایسے انسانوں کو جو کہ اپنے حواس سے وہ علوم اور نتائج اخذ نہیں کر سکتے ۔ حیوانات سے تشبیہ دی ہے ولقد ذرانا لجہنم کثیرًا من الجن والانس لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا اولئک کالانعام بل ہم اضل اولئک ہم الغافلون ۔ اور ہم نے جہنم کے لئے بہت سے جن اور انس پیدا کئے ہیں ۔ ان کے دل ہیں ۔ مگر وہ ان سے سمجھتے نہیں ۔ ان کی آنکھیں ہیں ۔ مگر ان سے وہ دیکھنے کا کام نہیں لیتے ۔ ان کے کان ہیں مگر ان سے وہ سننے کا کام نہیں لیتے ۔ وہ حیوانوں کی طرح ہیں ۔ بلکہ ان سے بھی گئے گذرے ہیں ۔ کیونکہ وہ لوگ غفلت شعار ہیں ۔

انسان وہ ہے جو مذہب کا پابند ہو

اگر انسان اور حیوان میں کوئی فرق ہو سکتا ہے تو وہ اسی بات میں ہو سکتا ہے ۔ کہ حیوان صرف اپنی طبعی خواہش کا پیرو ہوتا ہے ۔ اگر وہ بھوکا ہوتا ہے ۔ تو وہ چلکر ایسی جگہ تلاش کر لیتا ہے ۔ جہاں اسے اپنی بھوک کے دور کرنے کا سامان میسر آجائے اگر اسے پیاس لگتی ہے ۔ تو وہ پانی کی تلاش میں ادھر ادھر سرگرداں پھرتا ہے ۔ اور صرف اپنی پیش آمدہ حاجت اور ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ اسمیں دور اندیشی کا نام و نشان نہیں ہوتا ۔ ہاں اس سے انکار نہیں ہوتا ۔ کہ بعض پرندے اور حشرات الارض مثل چیونٹی اور شہد کی مکھی اور بئے کے آئندہ کا فکر بھی کرتے ہیں ۔ مگر انعام میں یہ بات بالکل مفقود ہے ۔ اسی لئے اللہ تعالے نے منکرین مذہب کو الانعام سے تشبیہ دی ہے والذین کفروا یتمتعون ویاکلون کما تاکل الانعام والنار مثوی لہم ۔ اور وہ لوگ جو مذہب کو نہیں ملتے لیکن دنیا میں فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ اور کھاتے ہیں ۔ جیسا کہ چارپائے کھاتے ہیں ۔ ان کا ٹھکانا آگ ہے ۔ پس جو لوگ صرف اکل و شرب اور قضاء حاجت تک اپنی غرض مقصودی سمجھتے ہیں ۔ اور اپنی ترقی کا سطح اور اپنے مبلغ علم کی حد صرف اسی دنیا کو سمجھے ہوئے ہیں ۔ اور ان کی نگاہ اس سے آگے تجاوز نہیں کرتی ۔ وہ ہرگز انسان کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے ۔

انسان بغیر تمدن کے ترقی نہیں کرسکتا

تمدن انسانی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ انسان ابتدائی حالت میں بہت سادہ تھا اور اسکی حاجات اور ضروریات بہت ہی اقل قلیل تھیں جوں جوں انسانی جماعت میں تہذیب اور تمدن آتا گیا ۔ انسانی حاجات بہت بڑھتی گئیں ۔ اور پیچیدہ در پیچیدہ ہوتی گئیں اور تکلفات اور تصنعات زیادہ ہوتی گئیں ۔ مسئلہ تقسیم عمل انسانوں میں بڑے زور سے عمل کرنے لگا ۔ جب تمدن اس درجہ تک پہنچ گیا ۔ تو انسانی جماعت کے نظام کے لئے ایک نظم کی ضرورت پڑی ۔ اور انسانوں میں حکومت کی بنیاد پڑی جو باہم انسانوں کے قضایا فیصل کیا کرے ۔ اور ان میں انتظام قائم رکھے ۔

صرف مذہب دل پر حکومت کرسکتا ہے

انسانی حکومت انسان کے ظاہری افعال کا بند و بست کر سکتی ہے ۔ اور فعل سرزد ہونیکے بعد اور جرم وقوع میں آنے کے بعد حکومت دست اندازی کر سکتی ہے ۔ مگر پہلے وہ دخل نہیں دے سکتی ۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت کی سزا جو جرم ہو چکنے کے بعد انسان کو دیجاتی ہے ۔ صرف دوسرے لوگوں کے لئے مفید ہو سکتی ہے ۔ اور وہ اس نمونہ سے عبرت حاصل کر سکتے ہیں ۔ حکومت انسانیہ گناہ کے اولین منازل اور مراحل کے روکنے کا کوئی بندوبست نہیں کر سکتی جو گناہ کے ارتکاب سے پہلے طے کئے جاتے ہیں ۔ دل پر صرف مذہب حکومت کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ دل پر پوری حکومت رکھتا ہے ۔ اس لئے جو لوگ خدا تعالیٰ پر جتنا زیادہ یقین رکھتے ہیں ۔ اتنا ہی وہ گناہ سے دور اور متنفر ہوتے ہیں ۔ جسطرح انسانوں میں انتظام قائم رکھنے کے لئے حکومت کی ضرورت ہے ۔ ویسے ہی بلکہ اس سے بڑھکر مذہب کی ضرورت ہے ۔ جو کہ انسان کے حرکات و سکنات اور دل و اعضاء پر پوری حکومت کرسکے ۔ اور جرائم کے وساوس کو بھی دل میں آنے سے روکے ۔ اور اسطرح سے بہت سے جرم وقوع میں آنے ہی نہیں پاتے ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ مذہب اسلام کی حکومت کا جوا اٹھانے والے بہت سے گناہوں سے دستکش ہو جاتے ہیں ۔ تاریخ اور جغرافیہ اس بات کی شہادت دیتا ہے ۔ کہ جہاں جہاں اسلام کا مبارک قدم گیا وہاں سے بت پرستی اشیاء پرستی اور ہزارہا انواع و اقسام کے گناہ صفحہ دنیا سے کافور ہوگئے ہیں ۔ چنانچہ اسلامی ممالک اور مسیحی ممالک اسکے لئے کافی گواہ ہیں ۔ عیسائی ممالک میں شراب جو کہ ام الخبائث ہے ۔ بکثرت پی جاتی ہے ۔ اور شیرمادر کیطرح اسے استعمال کیا جاتا ہے ۔ حالانکہ ہزارہا ٹمپرنس سوسائٹیاں اسکے انسداد کیلئے پائی گئی ہیں ۔ مگر وہ اسکا استیصال نہیں کر سکتیں ۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک دفعہ فرمانے سے کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کیا ہے ۔ اسی وقت تمام عربوں نے جو کہ اسلام کی حکومت کے نیچے آگئے تھے اپنے شراب کے مٹکے توڑ دیئے اور بازاروں میں شراب پانی کی طرح بہا دی حالانکہ وہ اسکے ایسے عادی اور خوگر تھے ۔ کہ دن میں پانچ پانچ دفعہ پیا کرتے تھے ۔ یہ مذہب اسلام کی برکت تھی ۔ کہ اسنے دلوں پر حکومت کرلی ۔ اور کروڑہا انسان اپنے گرویدہ بنالئے ۔

غرضکہ مذاہب میں صرف مذہب اسلام ہی ایسا مذہب ہے ۔ جس نے اپنے تئیں لوگوں کے لئے مفید ثابت کیا ہے ۔ و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض ۔ دیگر مذاہب ہرگز ترقی نہیں کرسکتے ۔ کیونکہ وہ لوگوں کے لئے مفید اور نافع نہیں ۔

اسلام سے پہلے دنیا جہالت اور گناہ میں مستغرق تھی ۔ اور اس وقت جتنے مذاہب دنیا میں موجود تھے ۔ وہ دنیا کو اس جہالت اور معاصی کی ظلمت سے بالکل نکال نہیں سکتے تھے ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دنیا میں بھیجا ۔ تاکہ وہ دنیا کی جہالت کی تاریکی اور معاصی کی ظلمت سے باہر نکالے ۔ اور انکو سلامتی کی شاہراہ پر چلائے ۔ یا اہل الکتٰب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرًا مما کنتم تخفون

من الکتاب ویعفوا عن کثیر قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین یہدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجہم من الظلمات الی النور باذنہ ویہدیہم الی صراط مستقیم۔ اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آ گیا ہے۔ وہ تمہارے فائدہ کے لئے بہت سی باتیں بیان کرتا ہے۔ جو کہ تم کتاب سے چھپاتے تھے۔ اور اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور کتاب مبین آگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اس کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے جو اللہ کی رضامندی کی اتباع کرتا ہے۔ اور ان کو اپنے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ اور ان کو سیدھے راہ پر چلاتا ہے ؏

ہمارا تزکیہ کیسے ہو؟

ہم مسلمان ہیں۔ اور الحمد للہ کہ مسیح موعود کی جماعت سے ہیں۔ لیکن کیا ہم تمام کمزوریوں سے پاک ہو کر بالکل فرشتہ سیرت انسان بن گئے ہیں۔ کیا محض احمدؐ کے ہاتھ پر یا احمدؐ کے نام پر آپؑ کے خلفاء کی بیعت کرکے اپنی ساری ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے ہیں نہیں نہیں۔ اس بیعت کا تو فقط اتنا فائدہ ہے۔ کہ ہم اس مامور من اللہ کے منکروں میں رہ کر حزب الشیطان کے ساتھ شمار نہ ہوں۔ بلکہ حزب اللہ اور انصار اللہ کے پاک گروہ میں شامل ہو جائیں۔ تاکہ اپنی متاع ایمان کو سلامت رکھ سکیں۔ مغضوب ہونے سے محفوظ رہ کر منعم علیہم کی راہ پر قدم مار سکیں۔ اس پاک انقلاب سے گو ہمارے لئے خدا کا قرب حاصل کرنے میں گونہ سہولت ہو جاتی ہو۔ مگر دراصل بڑی بھاری ذمہ داری اسی وقت سے ہم پر عاید ہوتی ہے جبکہ انکار کی تاریکی سے نکل کر ہم تصدیق کی روشنی میں داخل ہوتے ہیں۔ کیونکہ جو اندھیرے میں ہے۔ وہ ٹھوکر کھانے اور منہ کے بل گرنے پر اتنا قابل الزام نہیں۔ جتنا وہ جو اُجالے میں بھی دیکھ بھال کر قدم نہیں اٹھاتا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ ہم کیا روش اختیار کریں۔ جو اپنے آپ کو آلودگیوں سے پاک کر سکیں اور دنیا کے لئے نیک نمونہ بن سکیں۔ تاکہ مسیح موعودؑ

یا مہدی آخرالزمان کے مقدس مشن میں محض ہمارا وجود ہی اغیار کے واسطے ایک زبردست کشش اور تبلیغ کا کام دے۔ یہ ایک چھوٹا سا سوال ہے لیکن دفتر کے دفتر اس کا جواب ہو سکتے ہیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ وہ بھی تشفی بخش نہ ہوں۔ مگر کیا یہ دو حرفی نسخہ ان سب کا لب لباب نہیں؟ کہ "ایاز قدر خود بشناس"؏

حضرت کی تصانیف سے غفلت کا نتیجہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف میں کیا ہے؟ اپنے دعاوی کی توضیح۔ ان کے دلائل اور کتاب و سنت سے ان کے ثبوت۔ زندہ اسلام کی تشریح۔ دین حق کی صداقت وحقانیت کے زبردست براہین عقائد باطلہ کا رد۔ مخالفین اسلام کی نسبت جواب۔ اور قرآن کریم کی موتیوں جیسی لطیف و روح پرور تفسیر سنت اللہ اور سنت انبیاء سے متعلق راہ و رسم منزلہا جدا!

پس جو لوگ احمدی ہو کر ان سے غافل رہتے ہیں ان کی احمدیت اور مسلمانی کی عمارت کسی پختہ بنیاد پر قائم نہیں۔ بلکہ بعض اوقات نہایت معرض خطر میں ہوتی ہے۔ لاہور کے بعض ان اشخاص کا جو جماعت کے خواص میں شمار ہوتے تھے۔ یہ جو عبرتناک حشر ہوا۔ میری رائے میں اسکا ایک بڑا سبب یہی ہے کہ انہوں نے عموماً بالائی اور سطحی معلومات پر اکتفاء کیا۔ اور تصانیف حضرت صاحب میں تدبر کرنے اور اُن سے کما حقہ فائدہ اٹھانے کی چنداں پروا نہیں کی۔ ٹھیک اسی طرح جیسے عام مسلمان یوں تو بڑی شدومد سے اپنی دینداری کا دم بھرتے ہیں۔ مگر نہ دیگر کتب مقدسہ کا کبھی مطالعہ کرتے ہیں۔ نہ اس کتاب پاک کا جو انکی مصداق ہے۔ حضرت مسیح موعود کی پاک تحریرات سے جو بصیرت روحانیت اور ایمان کی تازگی پیدا ہوتی ہے۔ اسکا کوئی شخص جو صاحب تجربہ نہ ہو۔ کسی طرح اندازہ کر ہی نہیں سکتا۔ افسوس ہماری جماعت میں اس وقت اس پاکیزہ لٹریچر کا وہ ذوق و شوق نہیں پایا جاتا۔ جو ہم میں اپنے استحکام ایمان اور نئی روح پیدا ہونے کے لئے از بس ضروری ہے۔ خدا کرے کہ حضرت اولوالعزم کے عہد مبارک میں ہمیں اس کا بیش از بیش توفیق عطا ہو۔ آمین؏

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ مگر ذرہ نواز بھی

کبھی اپنی علمیت دنیوی وجاہت بلکہ عبادت اور تقویٰ وطہارت پر بھی غرہ نہ ہو۔ حقیقی مسلمان اور احمدی وہی ہے۔ جو تمام انعام و افضال الٰہی کا وارث ہو کر بھی اپنے آپکو اس کے حضور ہیچ سمجھے۔ اور دین و دنیا کے جملہ امور میں سر عجز و نیاز اسی کے آستانہ پر جھکائے رہے۔ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام محبوب رب تھے۔ مگر پھر بھی خدا کی بے نیازی سے ترساں رہتے تھے۔ حضور کا گروہ حزب اللہ تھا۔ لیکن تاہم بعض غزوات میں اُسے چشم زخم پہنچا۔ الٰہی صفات پر صحیح و پختہ ایمان ہو۔ اور اس کے احکام پر عمل تو ناگوار سے ناگوار واقعات بھی بڑے بڑے قیمتی سبق دے جاتے ہیں۔ اور بعض رستے بڑے خطرناک ٹھوکریں بھی لگ جاتی ہیں۔ تمام اخلاق و تصوف کی کان اور معرفت و روحانیت کی جان اسلام ہے۔ اور اسلام کی روح و رواں قرآن۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے فہم اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین؏

کلام محمود

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا عارفانہ کلام ہے۔ کلام کیا ہے سبحان اللہ اپنے اندر کشش تقاطیس سے بڑھ چڑھ کر اثر رکھتا ہے کیوں نہ ہو۔ وہ اشعار جو ایک درد بھرے دل سے نکلیں۔ انہیں جو رقت و سوز ہوتا ہے۔ وہ ہرگز ہرگز بناوٹ میں نہیں۔ اور پھر وہ اشعار جو اپنے مولا کی الفت و محبت میں لکھے جاویں۔ انکا اثر تو جادو سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے حضرت مسیح موعود کے فراق میں اور قوم کی حالت زار کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں۔ وہ صرف پڑھنے ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ناظرین صرف ایک نسخہ منگا کر ملاحظہ فرما دیں۔ لکھائی چھپائی وغیرہ عمدہ ہے۔ قیمت صرف ۴؍ (منیجر الفضل سے)

جنگ کے متعلق مزید دلچسپ نوٹ

۱۰ سے ۱۳ ستمبر تک کی کارروائی

جمعرات سے درس

بیکر متحدہ فوجوں نے دشمن کو مستعدی سے ناہموار علاقہ پر جس میں کہیں کہیں گھنا جنگل بھی تھا۔ دھکیلا خاص مشکل بات چند ندیوں کا موجود تھا۔ انگریزی فوج کو بہت کم رکاوٹ پیش آئی۔ اور جب کہ تھوڑی سی شمال مشرق کی طرف اتحادیوں کی اعانت کے لئے جھکی۔ جنکو تمام راستہ میں خاصی کامیابیاں ہوئیں۔ تھیں۔ مگر دشمن ایک نہایت خوفناک مقام پر ہمارے مقابلہ میں قابض تھا۔ جو ایسن کے شمال میں ہے۔ جگہ سواسون نہایت مضبوطی سے خندقوں سے محفوظ کیا گیا تھا۔ تیسری انگریزی کور ایسن کے مقابل بستہ زمین پر جو سواسون کے مشرق میں قابض ہوگئی۔ اور آدھی رات تک توپخانہ میں جنگ جاری رہی۔ دشمن کے پاس بہت سی بھاری توپیں پوشیدہ مقامات پر تھیں۔ متحدہ افواج نے نصف شب تک سواسون کا جنوبی نصف حصہ لے لیا۔ لڑائی سخت بارش کے درمیان لڑی گئی۔ اتوار کو انگریزی فوج کے پندرہ میل کے تمام سامنے میں نہایت زور شور سے مقابلہ ہوا۔ اور توپخانہ کو بہت کام کرنا پڑا۔ جرمن بھاری ہیوٹزر توپیں استعمال کرتے تھے۔ اور دریائے ایسن کی عبور کی تیز چلنے والی توپوں سے حفاظت کرتے تھے۔ تینوں برٹش کوروں کے حصے رات پڑنے تک دریا سے عبور کر گئے۔ انجنیروں نے تین عارضی پل بنا دیئے تھے۔ ہمارے بائیں طرف فرانسیسی فوجیں بھی بڑھ آئی تھیں۔ اور بہت سی عبور کر گئیں۔ ان دنوں میں بہت سی بھولی بھٹکی جماعتیں جرمنوں کی گرفتار کی گئیں۔

ایک جرمن قیدی کا خط

ذیل کے خط سے معلوم

ہوتا ہے۔ کہ فرانس کا سلوک جرمن قیدیوں سے بہت اچھا ہے۔ "ہم یہاں ۴ ہزار آدمی ہیں۔ ہم گھاس کی پتیاں پر سوتے ہیں۔ عورتوں اور بچوں کو مدرسوں کے کمروں اور ہالوں میں بستر بھی ملتے ہیں۔ ہمیں ضرورت کے وقت کھیتوں میں کام بھی کرنا پڑتا ہے۔ جس کے عوضانہ میں ہمیں پانچ یا چھ فرینک دن بھر کی مزدوری ملتی ہے۔ اس میں سے ہمیں ۵۰ سنٹائیمز (سکہ) اپنے رکھتے ہیں۔ عورتوں کو بھی کام دیا جاتا ہے۔ اگر وہ کر سکیں۔ خوراک کافی اور اچھی ہوتی ہے۔ خاص کر اس وقت جبکہ ہمیں تختے بچھانے پڑتے ہیں۔ لیکن ہم کو میوہ جات نہیں ملتے۔ آپ اگر کچھ کیلا بھیجیں۔ تو مشکور ہوں گا۔ شراب بہت اچھی مل جاتی ہے۔"

(سول ملٹری گزٹ)

قیصر ہند کا ایڈریس

پارلیمنٹ کو ملتوی کرتے ہوئے فرمایا

کہ میرا مدعا سپیچ دینے کا نہیں ہے۔ بلکہ جنگ کے حالات کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ میری حکومت نے ہر کوشش دنیا میں امن قائم رکھنے کیلئے کی۔ عہد و پیمان نے مجبور کیا کہ میں اس مقام تک پہنچوں۔ اور یورپ کے قانون کی نگہداشت اور اپنی سلطنت کے اصلی فوائد کو مدنظر رکھ کر جنگ میں شریک ہوں۔ میری بری اور بحری سپاہ نگاتار ہوشیاری۔ بہادری۔ اور پھرتی کے ساتھ ہماری بہادر اور جاں نثار متحدہ افواج کے ساتھ دم بھرتی رہی۔

میری سلطنت کے ہر حصہ میں ایک خاص جوش ہے میں آپ کی اس فراخدلی کا مشکور ہوں۔ جو آپ نے اس ضروری موقعہ پر ظاہر کی ہے۔ ہم اعلیٰ مقصد کیلئے لڑ رہے ہیں۔ ہم ہتھیار نہیں چھوڑیں گے۔ جبتک اسے حاصل نہ کرلیں۔ مجھے اپنی رعایا کی وفاداری اور شفقت کوششوں پر پورا بھروسہ ہے میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہم پر اپنے برکات نازل کرے۔

قیصر جرمن کا اعلان اپنی رعایا کی طرف

میری سلطنت کے قیام سے جسے تقریباً ۴۳ برس کا عرصہ ہوا ہے۔ میرا اور میرے آباؤ اجداد کی کوشش رہی۔ کہ دنیا میں امن قائم رہے۔ اور ہم صلح پسندانہ طریق سے ترقی کریں۔ لیکن ہمارے دشمنوں کو ہمارے کاموں کی کامیابیوں کو دیکھ کر حسد پیدا ہوا۔ مشرق مغرب اور سمندر کے پار چاروں طرف خفیہ دشمن پیدا ہوگئے ہیں۔ ہمنے بہت مدت تک برداشت کیا۔ اب چونکہ ہمارے دشمن ہمیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھے رہیں۔ اور انہیں حملہ آور تیاری کرتے ہوئے دیکھیں۔ یہ ہمارے دوستوں کے ساتھ ہمارا محبانہ سلوک دیکھ نہیں سکتے۔ جو اپنی حیثیت اور وقار قائم رکھنے کے لئے لڑ رہا ہے۔ جسکی ذلت کے سبب ہماری عزت اور طاقت پر بٹہ لگیگا۔ اب تلوار اس کا فیصلہ کریگی عین امن چین میں دشمن نے ہمیں مسلح ہونے کے لئے پریشان کیا۔

یہ ایک سوال ہے۔ وہ سلطنت جسکی آبا و اجداد نے بنیاد ڈالی۔ رہے یا نہ رہے۔ جرمن کی طاقت اور ہستی قائم رہے یا نہ رہے۔ ہم آخری دم تک لڑیں گے۔ ہمارے مرد اور گھوڑے اگر ساری دنیا بھی مقابلے میں آجائے۔ کبھی منہ نہ موڑیں گے۔ جرمنی کبھی بھی مغلوب نہیں ہوا۔ جب یہ ایک ہوکر لڑا ہے۔ خدا کا نام لیتے ہوئے آگے بڑھو۔ وہی تمہارا ساتھ دیگا۔ جیسا کہ وہ ہمارے باپ دادا کے ساتھ تھا۔

(وہیلم یعنی ولیم)

جرمن کروزر نے ساڑھے سات لاکھ پونڈ کا نقصان پہنچایا

ایمڈن جرمن کروزر نے جو خلیج بنگال

میں جہاز ڈبوئے ہیں۔ ان سے براہ راست برٹش مالکوں اور بیمہ کرنے والوں کا کم از کم تخمینہ نقصان (۷۵۰۶۰۰) پونڈ کا کیا گیا ہے۔ جو جہازوں اور ان کے اسباب کی قیمت ہے۔ اسی میں کوئلہ کی قیمت (۲۶۰۰۰) پونڈ اور ڈلیومیٹ کی قیمت ساڑھے تین لاکھ پونڈ شامل ہے۔ دوسرے جہازوں میں کچھ مال نہ تھا۔ خطرہ جنگ سے بیمہ کے نرخ کلکتہ کو سیدھا اور مشرق کے لئے اور بڑھ گئے ہیں۔ جو مغربی ساحل کے بندروں کے لئے ۳ فیصدی اور مشرقی کے بندروں کے لئے ۴ فیصدی ہوگیا ہے۔

مختصر نوٹ

مسلمانانِ کشمیر کی قابلِ رحم حالت

اللہ تعالیٰ تو بلائیں اس لئے بھیجتا ہے۔ کہ لوگ اس کی جناب میں خشوع وخضوع کریں۔ مگر بدبخت انسان کی شامتِ اعمال کہ وہ اس سے اور بھی دور بھاگتا ہے اور پہلے کی نسبت زیادہ گناہ میں پڑتا۔ اور شوخی وشرارت میں بڑھتا ہے۔ کشمیر میں ہیضہ پڑا تو بقول نامہ نگار اہلحدیث شیخ حمزہ مخدوم کشمیری کے مزار واقعہ کوہ ماران پر ایک تالاب سے پانی نکال دیا گیا۔ پھر سری نگر کے تمام خورد وکلاں اپنے اپنے کندھوں پر گھڑے اٹھا کر مزار کی طرف دوڑے۔ اور وہ تالاب بھرنا شروع کیا۔ رستے میں ڈھول۔ سرنائی۔ باجہ بجاتے۔ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ اور اس قسم کے کلمات مثلاً چھم روز وشب جانی امید سلطان کرم کرہنس سفید واللہ توقع زیادہ چھم پکارتے جاتے۔ صرف سرینگر ہی سے نہیں بلکہ چرار کے مجاور ۱۲ میل کے فیصلے سے پانی لے کر پہنچے۔ موضع تجرزینہ گیر والے ۲۵ میل سے وہاں پہنچے۔ اور یوں ایک ہفتہ میں وہ تالاب اس نیت سے پُر کیا گیا۔ کہ شیخ مرحوم ہیضہ سے نجات بخشیں۔ خدا ہمارے بھائیوں کے حال پر رحم کرے۔ انہیں دین کی سمجھ دے۔ قرآن جیسی توحید سکھانے والی کتاب مسلمانوں کے پاس ہو۔ اور وہ یوں گمراہ پھریں۔ افسوس کی بات ہے۔

مذہبی مکانات کی معافیاں

جلوہ صاحب نے خوب لکھا ہے کہ۔ مذہبی مکانات کے جو متولی یا محافظ ہوتے ہیں۔ اونپر اون مکانات کی حفاظت اور خبر گیری اور خدمت مع زائرین آیندورفتگی لازمی ہوتی ہے۔ پس مذہبی مکانات کے متعلق جو معافیات ہیں وہ ان مکانات کے متولی یا محافظوں کے نام کاغذات میں بصفت موصوف ہرگز درج نہیں ہونی چاہئیں۔ بلکہ ایسی معافیات اون مکانات کے نام تاقیام مکانات وخدمت درج ہونی چاہئیں۔ جو لوگ ان مکانات کی خدمت کریں انکی متعلقہ معافیات کی آمدنی کھائیں اگر وہ بجا آوری خدمات مکانات سے پہلو تہی کریں تو ان کو علیحدہ کرکے انکی بجائے دیگر اشخاص اون مکانات میں متعلق کئے جاویں تاکہ اون مکانات کی پوری پوری خبر گیری اور حفاظت ہوتی رہے۔

کوہاٹ کے مسلمان

علاقہ کوہاٹ میں ہیضہ پھیلنے پر سُنا ہے کہ وہاں کے لوگوں نے اکٹھے ہو کر آسمان کی طرف بندوقیں چلائیں تاکہ آسمانی آفتیں جو نازل ہو کر ہیضہ کی صورت میں لوگوں کی جانیں لے رہی ہیں ڈر کر بھاگ جاویں۔ اب انکی مسلمانی کا اندازہ کیا جاوے کہ کہاں تک انکی اسلامیت میں جہل مرکب ہے۔ کیا اہل اسلام کی ایسی دردناک حالت ہونے کے باوجود ابھی مسیح کے نازل ہونے کا وقت نہیں آیا۔

افلم یسیروا فی الارض؟

جو قومیں یا قبیلے اپنے شعار ظلم وغفلت اور فسق وفجور یا شوخی وانکار رسل کی وجہ سے خدا کے غضب کا شکار اور ہلاک وبرباد ہوئے۔ انکی تباہی کا حوالہ دے کر قرآن کریم میں جابجا عبرت دلائی گئی ہے کہ کیا دنیا میں پھر کر انکے حسرت خیز وعبرت انگیز انجام پر نظر نہیں کی؟ اگلی قوموں کے لئے تو ملل مغضوبہ کے حالات سے سبق حاصل کرنے کا ذریعہ فی الواقعہ چل پھر کر دیکھنا ہی تھا لیکن آج جو مسیح موعود کا زمانہ ہے لوگوں کے واسطے حصول عبرت کا یہی ایک ذریعہ نہیں بلکہ کہیں چلنے آنے کے بغیر بھی دنیا بھر کے واقعات وحوادث کا علم بڑی سرعت کے ساتھ تار خبروں اور اخبارات کے طفیل ہوجاتا ہے۔ سنینِ ماضیہ میں زلازل۔ طوفانوں اور طاعون وغیرہ وباؤں نے تازہ قوموں کی تباہی وبربادی کے جیسے جیسے دل ہلا دینے والے منظر پیش کئے ہیں۔ ان کی عالمگیر تشہیر کے بعد کوئی کہہ سکتا ہے کہ "سیروا فی الارض" اور "فاعتبروا یا اولی الابصار" کی تعمیل کا موقعہ گھر بیٹھے حاصل نہ تھا؟

لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب

وہ جو دنیا کے معاملات میں بڑے سیانے سمجھے جاتے اور اپنے زعم میں اعلیٰ درجہ کی سوجھ بوجھ رکھتے ہیں لیکن امور دین میں بالکل ٹھوٹھ اور کورباطن۔ جب خدا کے برگزیدہ مسیح (موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی باتیں سنتے ہیں۔ تو اول بڑی بے اعتنائی بلکہ استخفاف وتمسخر کا برتاؤ کرتے ہیں۔ لیکن اگر انہیں زیادہ جھنجوڑا جاتا ہے۔ تو اپنی خشک لفاظی کے زعم میں طرح طرح کے بے سروپا، سُنے سُنائے اعتراضات پیش کرکے کہتے ہیں۔ کہ اگر یہ دن ذرا موقعہ نہ ہوتے۔ تو ویسے کیا ہم اندھے ہیں جو ڈھونڈ کو دل زبان لیتے۔ مگر آہ! ان نفس کے فریب خوردوں کی اس پر نظر نہیں۔ کہ بس ہوشیاری وطراری کو لئے پھرتے اور سنتِ انبیاء بلکہ سنت اللہ کے برا اپنی عقلی فہم وفراست کو حکم ٹھہراتے ہیں۔ وہ قبولِ حق میں کچھ بھی مدد نہیں دے سکتی بلکہ اُس سے اور دور پھینکتی ہے۔ ابتداء سے اب تک منکرین جو خدا کے ماموروں کو رد کرتے رہے۔ وہ کوئی سچ مچ کے اندھے تھوڑا ہی تھے۔ نہیں بلکہ دل کے اندھے ہوتے تھے اور باطن کی بصیرت سے بے نصیب۔ جو محض حسن ظن اور خدا ترسی سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر جو لوگ خشیت الٰہی نہیں رکھتے۔ اور "ولا تکونوا اوّل کافر بہ" کی پروا نہیں کرتے۔ بدگمانی وبے باکی کا شیوہ اختیار کرتے ہیں۔ انہیں ایمان بالغیب کی نعمت تو کیا حاصل ہو سکتی ہے۔ کھلے کھلے دلائل وبراہین کے ہوتے بھی بدبخت انکار ہی پر اڑے رہتے ہیں۔ افسوس ہے۔ اُن مسلمانوں پر جنھوں نے یہود ونصاریٰ کی نظیروں سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھایا اور "ویلٌ یومئذٍ للمکذبین" کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔

ہم میں کتنے ایسے ہیں؟

جو اپنے اوقات عزیز کی کما حقہ قدر کرتے ہوں؟ جو حضرت اقدس مسیح موعود کی پاک تصانیف کا اکثر مطالعہ کرتے ہوں؟ جو دنیوی معاملات میں اسبابت کم یاد رکھتے ہوں کہ ہم مسیح کی جماعت ہیں جسے امام المتقین بننے کا وعدہ یا تمنا ہے؟ کتنے ایسے ہیں۔ جو اشداء علی الکفار ہونے کے ساتھ ہی رحماء بینھم وغیرہ اوصاف حسنہ کو اپنی باہمی میں ملحوظ رکھیں۔ جنھوں نے اپنے امام برحق کی طرح تادم وصال تبلیغ حق کو اپنی زندگی کا مقصد حقیقی سمجھا ہو۔ جو تدبر فی القرآن کا زندہ ذوق اور سچا شوق رکھتے ہوں؟ اور جن میں مسیح کی صحبت سے وہ سچا سوز اور نمایاں روحانیت پیدا ہوگئی ہو کہ منکرین کو مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچے۔ آہ! ہم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر نہایت ندامت سے یہ کہنے پر مجبور ہیں۔ کہ ہم میں ابھی بہت تھوڑے ایسے ہیں۔ ورنہ اب تک کبھی کے ایک عالم کو اپنے میں جذب کرچکے ہوتے کیونکہ نرے دلائل کا ہرگز اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا اون کے ساتھ عملی نمونوں کا ہوتا ہے۔

(احمد حسین فرید آبادی)

دعوت الی الخیر

ولائیت میں تبلیغ اسلام

چوہدری صاحب کا خط

انگلستان میں جو نوجوانوں کو مشکلات ہوتی ہیں۔ ان سے میرا دل بہت ڈرتا تھا۔ اس لئے میں نے سورۂ یوسف کو بار بار پڑھنا شروع کیا۔ میرا جو اس سے مطلب تھا۔ وہ تو حضور سمجھ گئے ہوں گے۔ اور اس سے اللہ تعالےٰ کے فضل سے مجھے فائدہ ہوا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اور نوعمر اشخاص کے لئے ابتلاؤں سے بچنے کے لئے اس سورۃ کا بار بار پڑھنا نہایت ہی اچھا علاج ہے۔ لیکن اس ضمن میں مجھے اور بھی بہت سے فوائد ہوئے یوسف کے بھائی یوسف سے عمر میں بڑے بھی تھے انہوں نے اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کی خدمت بھی کی تھی۔ جبکہ یوسف کو بالکل موقعہ نہیں ملا۔ اپنے آپ کو طاقتور اور صاحب تجربہ بھی یقین کرتے تھے۔ اس لئے یوسف کی محبت میں اپنے باپ کو غلطی پر بھی تصور کرتے تھے۔ بظاہر ان کے دلائل بالکل لاجواب اور مضبوط معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے علم میں یوسف تھا۔ اور آخر وہی برسر کار ہوا۔ اس کی وجہ یوسف کے بھائیوں نے اپنے باپ کے فریب دیکر اور انکے غم و حزن کی پرواہ نہ کرکے یوسف کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔ باوجود اس کے جب یوسف کو ان پر تسلط دیا گیا۔ تو یوسف نے عوض معاف ہی نہیں کر دیا۔ بلکہ ان کی عزت اور ثروت کا باعث ہوا۔ یوسف نے خدمات تو نہیں کی تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یوسف کو اسیع القلب لطیف دل اور اعلیٰ اخلاق اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرنیوالا بنایا تھا۔ اسی لئے خدمات کرنے والوں پر ترجیح دیا گیا۔ مجھ پر تو اگر نابالغ بچے بھی ترجیح دیا جاوے۔ تو مجھے رشک بھی نہیں ہوتا۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کے فضلوں میں سے ایک بڑا فضل ہے۔

میری آنکھوں کی حالت اچھی ہے۔ کلام کر سکتا ہوں۔ لیکچروں کے لئے کوشش کر رہا ہوں۔ بعض لائبریریوں سے خط و کتابت کر رہا ہوں۔ لیکچروں کی لسٹ بھی روانہ کی تھی۔ چنانچہ آج ہی

Falham Library

(فلہم لائبریری) کی طرف سے خط آیا ہے۔ کہ انہیں تاریخ مقرر کر کے روانہ کی جائے۔ انشاء اللہ آج ہی روانہ کر دوں گا۔ اگرچہ وقت بہت تنگ ہے۔

یہاں جنگ بڑے زور و شور سے شروع ہو گیا ہے۔ اس لئے تمام کاروبار میں تاخیر پڑ گئی ہے۔ لوگوں کو عام طور پر سوائے جنگ کے اور کسی بات کا خیال نہیں۔ میں نے اس سے پہلے خط میں عرض کیا تھا۔ کہ ایک ایڈیٹر اخبار نے میرے حالات اور کام اور مذہبی خیالات وغیرہ شائع کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ کل اس سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا جنگ کی وجہ سے اب اور مضامین کیلئے گنجائش نہیں۔ اس لئے دو تین ہفتہ کے بعد میں اپنے وعدہ کو پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔

لورپول جانے کا ارادہ بھی اسی وجہ سے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اکثر لوگ مصروفیت میں ہیں اور اکثر ریلوے لائینز گے قبضہ اور تصرف میں ہیں اس لئے سفر بھی مشکل ہو گیا ہے۔

لوگوں سے واقفیت کا دائرہ آہستہ آہستہ وسیع ہوتا جاتا ہے۔ لنڈن میں اور لنڈن سے باہر بعض لوگوں سے خط و کتابت شروع ہے۔ امید ہے۔ کہ حضور کی دعائیں جلد پھل لائیں گی۔

اکسفورڈ کے عیسائی طالب علم سے اس معاملہ کے متعلق گفتگو کرنا مناسب نہیں خیال کیا گیا۔ دوسی محمد ایڈیٹر افریقن ریویو سے ذکر ہوا تھا۔ اس نے وہاں کے حالات سے اطلاع دینے کا وعدہ کیا۔ اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ بعض لوگوں کے نام خط بھی لکھ دوں گا۔ یہ شخص سلسلہ احمدیہ سے خوب واقف ہے۔ اور مولوی شیر علی صاحب کو بھی خوب جانتا ہے۔ میرے خیال میں یہ مناسب ہے۔ کہ مولوی شیر علی صاحب دوسی محمد صاحب کو خود لکھیں۔ تاکہ دوسی محمد صاحب خطوط وغیرہ براہ راست مولوی شیر علی صاحب کو لکھے قادیان کے پتہ پر۔ دوسی محمد کے ساتھ ذکر ہونے کے بعد آخر یہی فیصلہ ہوا۔ مولوی شیر علی صاحب انہیں خط لکھتے ہی مجھے فوراً اطلاع دیں کریں پھر دوسی محمد سے ملوں۔ اس سے کام جلدی ہو جاوے گا۔

حضور کی خدمت میں دعا کے لئے پھر عرض کرتا ہوں۔ صحت کی خرابی بڑی رکاوٹ معلوم ہوتی ہے پوری طرح احتیاط بھی نہیں کرتا ہوں۔ کیونکہ خطوط وغیرہ کا جواب تو ضرور ہی دینا پڑتا ہے۔ اور لیکچروں کیلئے صرف نوٹ کرنا کافی نہیں ہوتا۔ پہلے لکھتا ہوں۔ پھر اسے کئی بار پڑھتا ہوں۔ اور پھر نوٹ لیتا ہوں۔ ورنہ لیکچر دیتے وقت رکاوٹ ہوتی ہے۔ والسلام

(حضور کا ادنےٰ غلام فتح محمد سیال)

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم کا رویاء

جو لفظ بہ لفظ پورا ہوا

میں نے دیکھا۔ کہ ایک بڑا محل ہے۔ اور اس کا ایک حصہ گرا رہے ہیں۔ اور اس محل کے پاس ایک میدان ہے اور اس میں ہزاروں آدمی تھپیوں کا کام کر رہے ہیں۔ اور بڑی سرعت سے اینٹیں پاتھتے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ کہ یہ کیسا مکان ہے۔ اور یہ کون لوگ ہیں۔ اور اس مکان کو کیوں گرا رہے ہیں۔ تو ایک شخص نے جواب دیا۔ کہ یہ جماعت احمدیہ ہے۔ اور اس کا ایک حصہ اس لئے گرا رہے ہیں۔ تا پرانی اینٹیں خارج کی جائیں (اللہ رحم کرے) اور بعض اینٹیں پکی کی جائیں۔ اور یہ لوگ اینٹیں اس لئے پاتھتے ہیں۔ تا اس مکان کو بڑھایا جائے۔ اور وسیع کیا جاوے۔ یہ ایک عجیب بات تھی۔ کہ سب تھپیروں کا منہ مشرق کی طرف تھا۔ اس وقت دل میں یہ خیال گذرا کہ یہ تھپیرے فرشتے ہیں۔

منقول از تشحیذ ماہ مئی ۱۹۱۱ء

(بدر میں بھی چھپ چکا ہے)

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ تیسواں - سورۃ التطفیف۔

بقیہ رکوع اوّل

وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۙ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۭ

اور نہیں یوم الدین کو جھٹلاتا مگر وہ جو حد سے گذرنے والا گنہگار ہے اور جب اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جاویں۔ تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو پہلوں کی کہانیاں ہیں ہوا تو کچھ ہے نہیں۔

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

یہ جو کچھ وہ کہتے ہیں بالکل غلط کہتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ انہیں حق و باطل میں تمیز کی طاقت ہی نہیں رہی۔ اور طاقت نہ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ اثر غالب آگیا ہے جو کچھ کہ انہوں نے کمایا ہے۔ یعنی جو گناہ انہوں نے کئے۔ ان کا نتیجہ انہیں یہ ملا ہے کہ اب حق و باطل میں تمیز نہیں رہی ؛

كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۭ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۭ

اس دن وہ اپنے رب سے حجاب میں ہونگے پھر وہ جحیم میں یعنی بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینکے جاوینگے ؛

ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۭ

پھر انکو کہا جائے گا۔ کہ یہی ہے وہ عذاب جس کا تم انکار کرتے تھے ؛

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۭ

خبردار ابرار کے اعمال ایسے نہیں ہونگے وہ تو بڑے پایہ کے لوگ ہونگے۔ ان کا مرتبہ بڑا بلند ہوگا ؛

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۭ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۙ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ

اور تمہیں کیا معلوم کہ علیین کیا ہے کتاب ہے لکھی ہوئی۔ اس درجہ کو خدا تعالیٰ کے مقرب ہی پہنچتے ہیں ؛

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۙ عَلَى الْاَرَاۗىِٕكِ يَنْظُرُوْنَ ۙ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۚ

ہاں ابرار لوگ بڑی نعمتوں میں چھپر کھٹوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہونگے۔ انکے چہروں پر تم نعمتوں کی خوشی کی وجہ سے تازگی دیکھوگے ؛

بعض لوگوں کو دنیا میں نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ لیکن ان کا دل کبھی خوش نہیں ہوتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک بڑے امیر نے مجھے کہا کہ مولوی صاحب میرا دل کسی کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھ کر جل جاتا ہے۔ کیونکہ میرا اپنا دل کھانے کو نہیں چاہتا۔ تو بعض لوگوں کو نعمتیں میسر ہوتی ہیں۔ مگر وہ ان سے سکھ میں نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ نیک بندوں کو جو نعمتیں ملیں گی وہ ایسی نہیں ہونگی کہ ان کو ان سے آرام نہ پہنچتا ہو۔ وہ ان سے خوب فائدہ اٹھائینگے ؛

يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۙ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۭ

پلائے جاینگے وہ بہت پرانی شراب خالص شراب مہر کی ہوئی۔ اس کی مہر مشک کی ہوگی یا یہ معنے ہیں کہ اسے پی کر آخر مشک کا مزا آئیگا اور منہ سے اس کی خوشبو آئے گی ؛

وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۭ

اور جن کو شوق ہے وہ اس میں مقابلہ جاری رکھیں۔ اور ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کریں ؛

وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۙ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ

اور اس میں ملاوٹ ہے تسنیم کی وہ ایک چشمہ ہے جس سے خدا تعالیٰ کے مقرب لوگ پیتے ہیں

یہ مومنوں کے مدارج ہیں۔ جنت میں تو ان کو مدارج ملینگے ہی۔ لیکن انکے لئے اس دنیا میں بھی خوشخبری ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ یسقون من رحیق مختوم رحیق۔ پرانی شراب کو کہتے ہیں۔ حقیقی دین بھی پرانا ہی ہوتا ہے۔ انبیاء مختلف زمانوں میں آئے ہیں۔ لیکن وہ کوئی نئی بات نہیں لائے۔ سب کا اصل لا الٰہ الا اللہ ہی ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہوئے۔ کہ خدا تعالےٰ اس دنیا میں ایسی پاک تعلیم مومنوں کو دیتا ہے جو کہ ہمیشہ سے انبیاء لاتے ہیں۔ مختوم یعنی اس تعلیم پر مُہر لگی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کے اندر کسی قسم کی گندی ملونی نہیں ہوتی۔

ختامہ مسک۔ پھر جب وہ اس کو چکھتے ہیں تو انکے مونھ خوشبودار ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ یوں بھی اس خوشبو کے نمونے دکھاتا ہے۔ ایک دفعہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میرے منہ میں مشک ڈالی گئی ہے۔ جب میری آنکھ کھلی تو واقعی میرے منہ سے خوشبو آرہی تھی ؛

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ۝ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ۝ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ ۝

اس جو لوگ مجرم ہیں وہ توان لوگوں پر جو کہ ایمان لائے ہنستے تھے۔ اور جب گذرتے تھے انپر تو آنکھوں سے اشارے کرتے تھے۔ اور جب لوٹتے تھے اپنے اہل کی طرف تو ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہوئے یا غیبت کرتے ہوئے یا ناز کرتے ہوئے جاتے تھے ؎

وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ۝ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ۝

اور جب کفار دیکھتے ہیں مسلمانوں کو تو کہتے ہیں کہ یہ لوگ گمراہ ہیں۔ اور نہیں مقرر کئے گئے یہ لوگ انپر نگہبان ؎

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کفار کا سارا دن یہ کام ہوتا ہے کہ مسلمانوں سے . . ٹھٹھا اور ہنسی کرتے رہتے ہیں۔ ہم نے ان کو کوئی نگران تو مقرر نہیں کیا کہ وہ ایسا کریں اگر مسلمان خراب ہیں۔ تو یہ اپنے نفس کی ہی اصلاح کریں نہ کہ ان کو بُرے طریقوں سے دُکھ پہنچائیں۔ یہ بھی انبیاء کی سچائی کی ایک دلیل ہے۔ کہ مخالف لوگ نبی کے مقابلہ میں گندے ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے بعض دوست آج کل اسبات سے کڑھتے ہیں کہ "پیغام" میں ہمارے متعلق بہت گند لکھا جاتا ہے۔ لیکن ان کو کڑھنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ خوش ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جس قدر وہ لوگ گند میں بڑھیں گے۔ اسی قدر زیادہ ہماری سچائی ثابت ہوگی ؎

فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ۝ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ۝

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کفار جو ہر وقت مسلمانوں کی برائی بیان کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کو اپنے نفس کی کوئی فکر نہیں اور مسلمانوں پر ہنستے ہیں۔ اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ ایک دن ایسا آنے گا کہ اس دن مسلمان بھی انپر ہنسیں گے۔ اور تختوں پر بیٹھے ہوئے ان کو دیکھتے ہونگے ؎

هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کفار کو ان کے اعمال کا بدلہ ملا یا نہیں انبیاء کے مخالفین کو اس دنیا میں بھی بدلہ مل جاتا ہے اور آخرۃ میں بھی ملیگا ؎

سُورۃ الانشقاق

(مورخہ ۹ جون سنہ ۱۴ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سورۃ میں بھی پچھلی تین سورتوں کی طرح آخری زمانہ کی نسبت پیشگوئیاں ہیں۔ اور اسلام کی صداقت کا ثبوت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ مسلمان کس طرح تنزل پذیر ہوتے ہوتے گر جائیں گے۔ اور پھر کس طرح انکے بڑھنے اور ترقی کرنے کا زمانہ شروع ہوگا ؎

إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝

جس وقت کہ آسمان پھٹ جائیگا۔ اور اپنے رب کی اطاعت اور فرمانبرداری کریگا۔ اور اسپر یہی واجب اور لائق ہے اور اسی طرح جب زمین پھیلا دی جائیگی اور وہ جو کچھ اس کے اندر ہے۔ اسے باہر نکال کر پھینک دیگی اور خالی ہو جائیگی۔ اور اپنے رب کی اطاعت کریگی۔ اور یہی اسپر واجب کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں دو قسم کی دلیلیں بیان فرمائی ہیں۔ اوّل آسمانی دلیل اور دوسری زمینی۔ آسمانی مصائب کا ذکر ہر سورہ میں ہے۔ اور زمینی مصائب کا بھی ذکر ہر سورہ میں ہوتا ہے۔ لیکن زمینی باتیں ہر سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے نئی سے نئی بیان فرمائی ہیں۔ پچھلی سورتوں میں میں نے بتایا ہے کہ آسمان پھٹ پڑنے سے مُراد مصائب کا نازل ہونا ہوتا ہے۔ اور آسمان کے پھٹنے سے یہ بھی مُراد ہے۔ کہ رحمت الٰہی کسی نہ کسی رنگ میں جلوہ افروز ہوتی ہے کیونکہ ہر زبان کے محاورات خیالات کے ماتحت ہوتے ہیں۔ پس چونکہ لوگ آسمان کو ایک روک سمجھتے ہیں۔ اس لئے آسمان پھٹ جانے سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے۔ کہ خدا کھلا کھلا نظر آجائے گا۔ اور یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ الٰہی سلسلہ کو نقصان پہنچے گا۔

واذا الارض مدت والقت ما فیہا وتخلت۔ اس کے باریک در باریک معنی تو خدا تعالیٰ نے بہت رکھے ہیں۔ مگر ظاہری طور پر اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں کاشتکاری میں بہت ترقیاں ہو جاویگی۔ آجکل کھاد ڈالنے کی وجہ سے وہ چیزیں جو بہت چھوٹی چھوٹی پیدا ہوا کرتی تھیں۔ بہت بڑی بڑی پیدا ہو رہی ہیں۔ اور قسم قسم کی کھادیں نکل آئی ہیں۔ جن کی وجہ سے زمین میں نشو و نما کا مادہ بہت بڑھ گیا ہے۔ پچھلے دنوں میں میں نے پڑھا ہے کہ زمین کو نیک کرنے کی ترکیب نکالی گئی ہے اور وہ اس طرح کہ گز گز کے فاصلہ پر زمین میں گڑھے کھود کر اس میں ایک مادہ ڈال کر اوپر سے بند کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح تجربہ کیا گیا ہے۔ کہ پہلے کی نسبت چار چار گنا زیادہ زمین کی پیداوار بڑھ جاتی ہے۔ تو زمین کی ترقی کے بہت سامان بڑھ گئے ہیں۔ حتیٰ کہ کھاد کے ڈبے بند کئے ہوئے ولایت سے یہاں آتے ہیں۔ اسلئے اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اس وقت زمین میں کھاد ڈالی جائے گی۔ اور جو کچھ اس کے اندر ہوگا وہ نکال دیگی اور خالی ہو جائے گی۔ یعنی اس سے بڑھ کر اس میں پیدا کرنے کی طاقت نہیں ہوگی۔ اور چونکہ اس زمانہ میں آبادی بہت بڑھ جائے گی۔ اسلئے ایسی تدابیر نکالی جاویگی۔ کہ تھوڑی زمین سے زیادہ فائدہ حاصل کیا جاسکے ؎

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ۝

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے انسان تو بڑی محنت کرنیوالا ہے۔ اپنے رب کی طرف۔ پس خوب محنت کر آخر کار تو اس کو ملیگا یعنی اپنے رب کو ملے گا یا اپنی محنت اور کوشش کو ملے گا۔ یعنی محنت کا نتیجہ پالیگا ؎